ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۶ جون سنہ ۱۹۵۸ء

۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

کتاب الحج

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حج بدل کی شرط

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَّقُوْلُ لَبَّیْکَ عَنْ شُبْرُمَۃَ قَالَ مَنْ شُبْرُمَۃُ قَالَ اَخٌ لِّیْ اَوْ قَرِیْبٌ لِّیْ قَالَ اَحَجَجْتَ عَنْ نَّفْسِکَ قَالَ لَا قَالَ حُجَّ عَنْ نَّفْسِکَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَۃَ

رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

تَرْجَمَہ:۔ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص کو کہ کہتا ہے لبیک شبرمہ کی طرف سے فرمایا پیغمبر خدا نے کون ہے شبرمہ کہا اس نے بھائی میرا ہے یا کہا قریب میرا ہے فرمایا کیا حج کر چکا ہے تو اپنی طرف سے کہا نہیں فرمایا حج کر تو اپنی طرف سے پھر حج کر شبرمہ کی طرف سے نقل کی یہ شافعی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔

احرام کی جگہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَھْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِیْقَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ عقیق مقرر کی ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَھْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

ترجمہ:۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ عرق مقرر کی ہے۔

حج نہ کرنے پر وعید

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَآءَ یَھُوْدِیًّا وَّاِنْ شَآءَ نَصْرَانِیًّا۔

ترجمہ:۔ ابوامامہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو حج سے نہ روک رکھا ہو ظاہری حاجت نے یا ظالم بادشاہ نے یا خطرناک مرض نے اور وہ مرگیا اور حج نہ کیا پس اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (دارمی)

حاجی خدا کے مہمان ہیں

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَ لَھُمْ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کرنے والے خدا تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے قبول کرتا ہے۔ اور مغفرت چاہتے ہیں بخش دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حاجی سے دعا کرانے کا حکم

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تو کسی حاجی سے ملے تو اس کو سلام کر اور اس کو مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا مانگے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس لئے کہ وہ بخشش کیا گیا ہے (احمد)

حج کی فضیلت

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ غَازِیًا ثُمَّ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِہٖ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَ الْغَازِیْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے نکلا اور پھر راستہ ہی میں مرگیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مجاہد۔ حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے (بیہقی)

احرام میں خوشبو کا حکم

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَلِحِلِّہٖ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْہِ مِسْکٌ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام میں آپ کے احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتی اور احرام باندھنے سے پہلے جب آپ بیت اللہ کے طواف کو جاتے اس وقت بھی خوشبو لگاتی اور اس خوشبو میں مشک بھی ہوتا تھا۔ گویا میں اب بھی آپ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں۔ اس حال میں کہ آپ احرام باندھے ہوئے ہیں (بخاری ومسلم)

احرام کا بیان

(عن ابن عمرؓ) قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ قَائِمَۃً اَھَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے پاؤں کو رکاب میں داخل کر لیتے (یعنی اپنی سواری پر بیٹھ جاتے اور اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہو جاتی تو آپ مسجد ذوالحلیفہ کے قریب ٹھہرتے اور وہاں سے احرام باندھتے۔ (بخاری ومسلم)

حج تمتع کا بیان

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ بَدَاَ فَاَھَلَّ بِالْعُمْرَۃِ ثُمَّ اَھَلَّ بِالْحَجِّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا یعنی عمرہ کا احرام باندھ کر حج کا احرام باندھا اوّل آپ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اور پھر حج کا احرام باندھ لیا۔ (بخاری ومسلم)

خدام الدین لاہور
منظورشدہ محکمہ تعلیم
لاہور ریجن G/۱۲۳۲۱ - ۳ مئی ۱۹۵۶ء
پشاور ریجن T.B.C ۲۷۳۰/۲۲۸۱ ۴ ستمبر ۱۹۵۶ء
ایڈیٹر:- عبدالمنان چوہان
جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۱۷ ذیقعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ جون ۱۹۵۸ء | شمارہ ۴

ہماری اخلاقی گراوٹ

انسان کو باقی حیوانات سے ممتاز اور افضل بنانے والے اس کے اخلاق ہیں۔ اخلاق ہی کی بدولت اس کو اشرف المخلوقات کا عہدہ جلیلہ عطا فرمایا گیا۔ اور اس کے بعد منصب خلافت پر فائز کیا گیا - جو انسان اخلاق سے عاری ہے اس میں اور دوسرے حیوانات میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ وہ حیوانات سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے انسانوں کے متعلق خود اللہ تعالےٰ کا یہی ارشاد ہے اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سورہ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹
ترجمہ :- یہ لوگ چوپاؤں جیسے ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ -

انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ بلند اخلاق سے آراستہ فرما کر دُنیا میں بھجواتے رہے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوّت سے پہلے ہی امین اور صادق کے القاب عالیہ سے سارے مکہ معظمہ میں مشہور تھے - نبوّت کے بعد قرآن مجید میں آپؐ کے متعلق ارشاد ہُوا - اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۝
سورہ القلم رکوع ۱ پارہ ۲۹
ترجمہ - بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ باقی انبیاء علیہم السلام بھی بلند اخلاق سے مزّین تھے - یہ حضرات خود کامل مکمل انسان ہُوا کرتے تھے - اور اپنی صحبت میں بٹھا کر تعلیم و تربیت کے ذریعہ دوسروں کو انسان بنا دیتے تھے - ان کی درس گاہ میں؎ جو بھی فارغ ہو کر نکلتا وہ صحیح معنوں میں انسان بن کر نکلتا تھا - ہمارا ایمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - البتہ انسان بنانے والے آپ کے دروازے کے غلام اولیاء اللہ قیامت تک رہیں گے - انہی کے متعلق ڈاکٹر اقبال مرحوم فرما گئے ہیں ؎

جل سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

انسان بننے والوں کے لئے اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب ضروری ہے - اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب رزقِ حلال اور صدقِ مقال کے بغیر ناممکن ہے - رزقِ حلال اور صدقِ مقال کے بغیر انسان سب کچھ بن سکتا ہے - لیکن صحیح معنوں میں انسان نہیں بن سکتا - اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

فرشتوں سے افضل ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

تقسیم ملک کے بعد لُوٹ مار کا جو سلسلہ شروع ہُوا اس نے مسلمانوں کی اکثریت کو رزقِ حلال سے محروم کر دیا۔ متروکہ مکانات - دوکانوں اور زمینوں پر جس نے دل چاہا قبضہ کر لیا اور جو ہاتھ لگا اس کو بیچ کر دوسری جگہ چلے گئے بعضوں نے تو مکانات اور دوکانات کے دروازے تک اُتار کر فروخت کر دیئے یا بطورِ ایندھن استعمال کر لئے - کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے متعدد مقامات پر دوکانیں اور مکانات الاٹ کروا کر ان سے کرایہ وصول کرنا شروع کر دیا - اس لوٹ مار میں پناہ گزین اور مقامی سب حضرات نے دل کھول کر حصّہ لیا - سرکاری ملازمین بھی اس سے نہ بچ سکے - اِلّا ماشاء اللہ غرضیکہ قوم کی بھاری اکثریت رزقِ حلال کے بغیر جرائم پیشہ بن گئی ہے - جب رزقِ حلال میسّر نہ آئے تو صدقِ مقال کی نعمت کیسے مل سکتی ہے - اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے - اخبارات میں روزانہ ہماری اخلاقی گراوٹ کے واقعات شائع ہوتے ہیں - ان میں سے بعض واقعات پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی اخلاقی حالت گرتی جا رہی ہے - وہ بھی چوری - ڈاکہ زنی اور فریب دہی کا ارتکاب کرنے لگی ہیں - سرکاری ملازمین میں رشوت اور غبن - تجارت پیشہ میں بلیک مارکیٹ - ناجائز نفع کمانا اور سمگلنگ اور عوام میں چوری - ڈاکہ اور فریب دہی وغیرہ کے جرائم دبا کی طرح عام ہو گئے ہیں - اول تو حکومت ان جرائم کو بند ہی نہیں کرنا چاہتی - اگر چاہے بھی تو نہیں کرسکتی - کیونکہ ہر شخص کے ساتھ پولیس یا فوج کا کراما کاتبین کی طرح متعین کرنا حکومت کے بس کا روگ نہیں - سمگلنگ کو روکنے کے لئے مشرقی پاکستان کی سرحدات پر فوج متعین کی گئی تھی - فوج نے بڑی ہمّت اور جانفشانی سے کام کیا لیکن سمگلنگ کا کام اب بھی جاری ہے - کراچی حکومت کا دارالخلافہ ہے - وہاں سمگلروں کا اتنا زور ہے کہ جب کسٹم کا نیا افسر اعلیٰ بدل کر آتا ہے تو اس سے جاکر برملا کہہ دیتے ہیں - کہ اگر یہاں رہنا ہے تو مُنہ مانگی مراد ملیگی۔ ورنہ بستره گول کرکے واپس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ -

ان حالات میں قوم کی اخلاقی حالت سدھارنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آئندہ انتخابات میں ایسے حضرات کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں بھیجا جائے جو بلا خوف لومۃ لائم کتاب و سُنّت کے قوانین کو نافذ کرکے قوم کے اندر صحیح اسلامی سپرٹ پیدا کرسکیں - اس کے لئے ابھی سے جد و جہد کرنے کی ضرورت ہے - لیکن افسوس ہے کہ ہمارا دیندار طبقہ ابھی تک خواب غفلت میں مدہوش پڑا ہُوا ہے -

؎ نصاب تعلیم صرف آسمانی کتاب ہوتی تھی - جو اخلاق عالیہ پیدا کرنے کی کفیل ہوتی تھی - اس درسگاہ سے

انٹرمیڈیٹ کے پرچے

انٹرمیڈیٹ (ایف - اے) کا امتحان پنجاب سیکنڈری بورڈ کے ماتحت گزشتہ ماہ کے آخر میں شروع ہُوا - لیکن امتحان کے شروع ہوتے ہی پرچوں کے آؤٹ ہو جانے کی خبریں آنی شروع ہوگئیں - بورڈ نے سارا کیس پولیس کے سپرد کر دیا - پولیس نے تین آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے - پولیس کی رپورٹ کے مطابق اب تک چھ پرچے آؤٹ

باقی صفحہ ۱۲ پر

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

از عبد الحمید صاحب شوق بورسٹل انسٹی ٹیوشن لاہور

جو درد سے محروم ہو انساں نہیں ہوتا
جس میں نہ ہو نیکی وہ مسلماں نہیں ہوتا

میں تیری ہی رحمت کا طلبگار ہوں ورنہ
کچھ زہد و عبادت پہ تو نازاں نہیں ہوتا

طوفانِ حوادث بھی ہے کشتی بھی شکستہ
پر بندۂ مومن تو پریشاں نہیں ہوتا

موجوں کے تھپیڑوں سے تو لڑنا ہی پڑیگا
امواج سے محروم تو طوفاں نہیں ہوتا

تدبیر بدل دیتی ہے تقدیر کو اکثر
قادر جو ہو امداد پہ نقصاں نہیں ہوتا

وہ مردِ مجاہد جو خدا کا ہے طلبگار
آلام و مصائب سے تو حیراں نہیں ہوتا

دنیا جو مخالف ہے، تو پرواہ نہیں ہے
جو مومن و مخلص ہے ہراساں نہیں ہوتا

رنجور تو ہوں شوق پہ مایوس نہیں ہوں
رحمت سے تو مایوس مسلماں نہیں ہوتا

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۵۸ء

(۱) اللہ تعالےٰ کی رحمت کا مختلف صورتوں میں ظہور

(۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنے اوپر مائل کرنے کے اسباب

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نمبر اوّل کی تفصیل

اللہ تعالےٰ کی رحمت کا ارحم الرحمین کی صورت میں ظہور

پہلی شہادت

(قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۱۸ پارہ ۹

ترجمہ (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا۔ اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما۔ اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہیں۔ اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اور اپنے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت میں داخل ہونے کے لئے دُعا کرتے ہیں۔

دُوسری شہادت

(وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور جب کہ ایوب نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے۔ حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اور جو اسے تکلیف تھی۔ ہم نے دُور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے۔ اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا۔ اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں بھی آزمائش کے طور پر مصیبت میں مبتلا کرسکتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا کمال پھر یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ انہیں یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ مصیبت اللہ تعالےٰ کے حکم سے آئی ہے۔ پھر بھی اس مصیبت کے دُور کرنے کے لئے اُسی کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے دروازے پر نہیں جاتے۔ اسی لئے حضرت ایّوب علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں ان الفاظ سے مصیبت سے نجات پانے کی استدعا کی۔ کہ اے اللہ تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایّوب علیہ السلام کی دُعا قبول فرمائی۔ اور تکلیف دُور کر دی۔

حضرت ایّوب علیہ السلام کی تکلیف کی تفصیل

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ تحریر فرماتے ہیں۔ " حضرت ایوبؑ کو حق تعالےٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا۔ کھیت۔ مواشی۔ لونڈی۔ غلام۔ اولاد صالح۔ عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایّوب بڑے شکر گزار بندے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل گئے۔ مویشی مر گئے۔ اور اولاد اکٹھی دب مری۔ دوست آشنا الگ ہوگئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ ایک بیوی رفیق رہی۔ آخر میں وہ بیچاری بھی اُکتانے لگی۔ مگر حضرت ایّوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایّوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے جس کی سزا ایسی ہی سخت ہوسکتی ہے۔ تب دُعا کی :۔

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت امنڈ آیا۔ اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا۔ اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیساکہ حدیث میں ہے۔ سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب طرح درست کر دیا۔ یعنی ایّوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی۔ اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہوگئی کہ جب کبھی کسی نیک بندے پر دُنیا میں بُرا وقت آئے۔ تو ایّوبؑ کی طرح صبرو استقلال دکھانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہیئے۔ حق تعالےٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا۔ اور محض ایسے ابتلاء کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اللہ کے یہاں مبغوض ہے۔"

تیسری شہادت

(فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤی اَبِیْھِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَکْتَلْ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ ھَلْ اٰمَنُکُمْ عَلَیْہِ اِلَّا کَمَاۤ اَمِنْتُکُمْ عَلٰۤی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلُ ط فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا ص وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝

سورہ یوسف رکوع ۸ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ پھر جب اپنے باپ کے ہاں پہنچے۔ کہا۔ اے باپ ہمارا پیمانہ روک لیا گیا۔ پس آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے۔ کہ ہم پیمانہ لائیں۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ کہا میں تمہارا اس پر کیا اعتبار کروں مگر وہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر اعتبار کیا تھا۔ سو اللہ بہتر نگہبان ہے۔ اور وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں " یعنی یہ ہی الفاظ " وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ " تم نے

یوسف کو ساتھ لے جاتے وقت کہے تھے۔ پھر تمہارے وعدہ پر کیا اعتبار ہو۔ ہاں اس وقت ضرورت شدید ہے جس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے تمہارے ساتھ بھیجنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ سو میں اس کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ وہ ہی اپنی مہربانی سے اس کی حفاظت کرے گا۔ اور مجھ کو یوسفؑ کی جدائی کے بعد دوسری مصیبت سے بچائے گا۔"

اللہ تعالےٰ کی رحمت کا خیر الراحمین کی صورت میں ظہور

پہلی شہادت

(اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ تحقیق شان یہ ہے۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے اللہ تعالےٰ کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے خیر الراحمین کے پیارے لقب سے پکارتے ہیں۔

دوسری شہادت

(وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور کہو۔ اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو اس محبوب لقب سے پکارنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے

پہلی شہادت

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) سورہ بقرہ رکوع ۲۷ پارہ ۲

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن صفات کا ذکر اس آیت میں ہے۔ جو لوگ ان صفتوں سے متصف ہونگے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے وہ امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے گناہ بخشے گا۔ وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

دوسری شہادت

(قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ کہدو۔ اگر اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے ہی سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا۔ اور اپنے ان بندوں سے محبت رکھے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

تیسری شہادت

(وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) سورہ آل عمران رکوع ۱۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اللہ ہی کا ہے۔ جسے چاہے بخشدے۔ اور جسے چاہے۔ عذاب کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ گناہوں کے بخشنے یا سزا دینے کا اختیار اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ آخر آیت میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آخری اعلان سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو اپنی مہربانی سے بخش بھی دیا کرتا ہے۔ لہذا بجائے سزا کے بخشش کی امید زیادہ رکھنی چاہئے۔

اللہ تعالےٰ تواب اور رحیم ہے

پہلی شہادت

(فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ) سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے۔ پھر اس کی توبہ قبول فرمائی۔ بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام نے بہشت میں اس درخت سے کھایا۔ جس کے کھانے سے منع کئے گئے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ناراض ہوکر انہیں بہشت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا تھا۔ اس سزا کے باعث دونوں بڑے پریشان تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہوگیا اور بہشت سے بھی نکلنا پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ کلمات القا فرمائے۔ "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) جب دونوں حضرات نے ان کلمات کے ذریعہ معافی مانگی۔ تو اللہ تعالےٰ نے معاف فرما دیا

دوسری شہادت

(اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ)

سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور صدقات لیتا ہے۔ اور بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ہر بندے کی ہر وقت توبہ قبول کرنے والا ہے اور صدقات قبول کرنے والا ہے۔

ہاں

اس کی رحمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے اندر جن صفات کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱

(وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ)

سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ - اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ -

نتیجہ

یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ پانے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پوری پوری تابعداری کرو -

نمبر ۲

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ - یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے - سو اس کا اتباع کرو - اور ڈرو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے -

حاصل

یہ نکلا کہ اس قرآن مجید کی ہدایات پر چلنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوگی

نمبر ۳

(وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ - اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو - اور چپ رہو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے -

حاصل

یہ نکلا کہ جب تمہیں قرآن مجید سنایا جائے تو اُس وقت چپ کرکے سنو - تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو -

نمبر ۴

(وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور نماز پڑھا کرو - اور زکوٰۃ دیا کرو - اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے -

حاصل

یہ ہے کہ ان فرائض عینیہ کو ادا کیا کرو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلا کرو - تاکہ ان اعمال صالحہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو - اور دُنیوی اور اُخروی مصیبتیں ٹل جائیں -

نمبر ۵

(قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ النمل رکوع ۴ پارہ ۱۹

ترجمہ - (صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے) فرمایا - اے میری قوم بھلائی سے پہلے بُرائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو - اللہ سے گناہ کیوں نہیں بخشواتے - تاکہ تم پر رحم کیا جائے -

حاصل

یہ ہے کہ صالح علیہ السلام اپنی امت کو یہ تلقین فرما رہے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو - اس واقعہ سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے انسان توبہ کرکے اپنے گناہ معاف کرائے پھر رحمت الٰہی کے نزول کی تمنا کرے -

پانچوں شہادتوں کے پیش کرنے کا باعث

یہ ہے کہ میں اپنے بھائیوں بہنوں کی خدمت میں یہ چیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر وقت انسان کی دستگیری کے لئے تیار رہتی ہے - ہاں اس رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے کچھ شرائط ہیں - جن کا ذکر گزشتہ شہادتوں میں آچکا ہے - تاکہ مخالفین قانون الٰہی کو یہ اعتراض کرنے کا موقعہ نہ ملے کہ فلاں فلاں اشخاص پر تو رحمت الٰہی کا نزول ہوا - ہم پر کیوں نہیں ہوتا - ان کا منہ اس طرح بند کیا جائے گا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی یہ چیزیں پائی جاتی تھیں اور تم ان چیزوں سے خالی تھے

مثلاً

(۱) وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی حسب توفیق فرمانبرداری کرتے ہیں -

اور تم نہیں کرتے

(۲) وہ لوگ آسمانی با برکت کتاب کا اتباع کرتے ہیں -

اور تم نہیں کرتے

(۳) وہ لوگ قرآن مجید کو کان لگا کر خاموشی سے سُنتے ہیں -

اور تم سُننا نہیں چاہتے

(۴) وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں - زکوٰۃ ادا کرتے ہیں - اور حتی الوسع ہمارے پیغمبر کی فرمانبرداری کرتے ہیں -

اور تم یہ کام نہیں کرتے

(۵) وہ لوگ گناہ ہونے پر اپنے رب سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں -

اور تم نہیں ہوتے

دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ان پانچوں چیزوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین

دربارِ رسالت کی طرف سے شرائط

اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جو شرائط پیش شدہ ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں -

پہلی حدیث

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ متفق علیہ

ترجمہ - جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا -

دوسری

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

رواہ احمد والترمذی

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا - میں نے ابا القاسم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو سچ بولنے والے تھے - اور انہیں سچا ہی کہا جاتا تھا - آپ نے فرمایا کہ رحمت بد نصیب کے سوا اور کسی کے دل سے نہیں نکالی جاتی -

یعنی

جس کے دل میں خلق خدا پر شفقت اور مہربانی کا جذبہ نہیں ہے - وہ بدنصیب ہے کیونکہ اس کے جذبہ کے نہ ہونے کے باعث خدا جانے کس کس پر اور کیا کیا ظلم کرے گا - اور ان مظالم کی سزا دُنیا میں ورنہ قبر میں اور میدان حشر میں بھگتے گا - اللھم لا تجعلنا منھم -

تیسری

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ

بِرَحْمَكُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ رواہ ابوداؤد والترمذی

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے - جو زمین میں ہیں ان پر تم رحم کرو - جو آسمان میں ہے - وہ تم پر رحم کریگا -

چوتھی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رواہ الترمذی

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - وہ شخص ہماری جماعت میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کو تعظیم نہ دی اور نیکی کا حکم نہ کیا اور برائی سے نہ روکا -

حاصل

یہ ہے کہ مخلص ، اصلی اور کھرا مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کے چھوٹے بچوں پر رحم کرے - اور مسلمانوں میں سے بڑی عمر والوں کی تعظیم کرے - اور نیکی کا حکم کرتا رہے - اور برائی سے ہمیشہ روکتا رہے الحمد للہ - چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے ذمہ تبلیغ دین فرض کر دی ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام پہنچا ہوا ہے - اور اصلی دین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وقت سے چلا تھا - وہ آج بھی مسلمانوں کے شعبہ حیات کی راہنمائی کے لئے دنیا میں زندہ ہے - ہاں یہ بھی ٹھیک ہے - کہ اسلام میں ایسی چیزیں بھی داخل ہو گئی ہیں - جو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نظر نہیں آتیں - چونکہ اصلی اسلام بھی موجود ہے - اس لئے آسانی پرکھا جا سکتا ہے کہ یہ چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھی یا نہیں تھی - لہذا جس کا دل چاہے - وہ ان چیزوں کو نہ اپنائے - اس کا اختیار ہے - اور وہ اس حالت میں پکا کھرا اور اصلی مسلمان کہلا سکتا ہے

ہر مسلمان کا فرض ہے -

کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شرائط فرمائی ہیں - انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے - یہ یاد رہے کہ در اصل عذاب الٰہی سے نجات اللہ تعالےٰ کی رحمت پر موقوف ہے - اعمال صالحہ تو فقط وجہ ترجیح بن سکتے ہیں -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کے متعلق اعلان

ہے کہ میں بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سوا بہشت میں نہیں جا سکتا - حالانکہ حضور انور ہر گناہ سے معصوم ہیں -

(عَنْ) عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةُ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ بَنِيْ آدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِيْ آدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ وَفِيْهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثَلٰثًا قُلْتُ وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ يَقُوْلُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ - رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں - آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے - اس رات میں کیا ہوتا ہے یعنی شعبان کی درمیانی رات - حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس (رات) میں کیا ہوتا ہے - تب آپؐ نے فرمایا - اس میں لکھ دیا جاتا ہے ہر بچہ انسان کا جو اس سال میں پیدا ہونے والا ہوتا ہے - اور اس میں لکھ دیا جاتا ہے - بنی آدم میں سے وہ جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے - اور اسی رات میں انسانوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں - اور اسی رات میں لوگوں کے رزق نازل ہوتے ہیں - پھر کہا - یا رسول اللہ - کوئی شخص اللہ کی رحمت کے سوا بہشت میں داخل نہیں ہوگا - پھر آپؐ نے فرمایا - کوئی شخص اللہ کی رحمت کے سوا بہشت میں داخل نہیں ہوگا - تین مرتبہ آپؐ نے یہ فقرہ دہرایا - میں نے کہا - اور نہ آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا - پھر فرمایا اور نہ میں - مگر یہ کہ اللہ اپنی طرف سے - مجھے اپنی طرف سے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے - آپؐ نے یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا -

حضور انور کی تائید میں ایک حکایت

سنا ہے - کہ کسی پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کے ایک سادہ لوح نیک بندے فقط یادِ الٰہی کے لئے تنہا رہتے تھے - اس پہاڑ پر ایک چشمہ تھا جس میں ۲۴ گھنٹے پانی کا ایک ایک قطرہ ٹپکتا رہتا تھا - اور ۲۴ گھنٹوں میں پانی کا ایک پیالہ بھرا جاتا - وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ فقط اسی پر گزر اوقات کرتا تھا - جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا - اس سے پوچھو - کہ اپنے عملوں کے ذریعہ سے بہشت میں جانا چاہتا ہے یا میرے فضل سے جانا چاہتا ہے - اس سادہ لوح انسان نے کہا کہ میں اپنے عملوں سے جانا چاہتا ہوں - میں نے گناہ تو کوئی کیا ہی نہیں - فقط پانی کا ایک پھیکا پیالہ پیا اور سارا دن عبادت کی اللہ نے فرشتوں سے فرمایا - کہ اس شخص کی تمام نیکیاں ترازو کے ایک پلڑے میں ڈال دو - اور دوسرے پلڑے میں پانی کا ایک دن کا پیالہ رکھ دو - اور پانی کے پلڑے کو بھاری کر دو - اور نیکیوں کے پلڑے کو ہلکا کر دو - اس کے بعد اس شخص سے کہیں - کہ اب بتلاؤ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جانا چاہتے ہو یا اپنے عملوں سے تب اس اللہ کے بندے نے اپنی ہار مان لی - اور کہا کہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہشت میں جانا چاہتا ہوں

حضور انور کے دل میں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال

کا یہ نتیجہ ہے - باوجودیکہ قرآن مجید میں آپؐ کی مغفرت کا اعلان (سورہ فتح) میں ہو چکا ہے پھر بھی یہی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت میرے شاملِ حال ہو گی - تو میں بہشت میں جاؤں گا

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ بیشمار نیکیاں کریں - پھر بھی دل میں یہی خیال غالب رہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت ہی سے بہشت میں داخلہ ہو گا - ورنہ نہیں - وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

مجلسِ ذکر:- منعقدہ جمعرات ۲۹ مئی ۱۹۵۸ء مطابق ۱۱ ذیقعد ۱۳۷۷ھ

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

شفایابی کے بعد انسان پھر بیمار ہو جاتا ہے

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مجلس اُن اللہ کے بندوں کی ہوتی ہے جن کو شوق ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ہمارا ظاہری و باطنی معاملہ صاف رہے کامل وہ ہے جس کا ظاہر بھی وہی ہو اور ظاہر بھی وہی ہو۔ آم بظاہر خوبصورت ہو اور اندر لیموں کے رس کی طرح ترش ہو تو بیکار ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ صورت اور سیرت دونوں خوبصورت ہوں یا پھر اگر صورت اچھی نہ ہو تو سیرت ضرور اچھی ہو۔ سہارنی آم بالکل کچے معلوم ہوتے ہیں یعنی بظاہر بالکل سبز اور اندر ایسی عمدہ رس ہوتی ہے کہ لاہور کے پکے آموں میں بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح انسان کی بھی صورت اور سیرت دونوں خوبصورت ہونی چاہئیں۔ اگر صورت میں کچھ کمی رہے تو رہے سیرت میں کمی نہ رہنے پائے۔ باطن کی کمی کے باعث انسان مہلک امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ مہلک امراض کا علاج ہادی کرتا ہے۔ جب تک ہادی اطلاع نہ دے ان رُوحانی امراض مہلکہ کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ ہادی شفایابی کے نسخے بتائیگا اور دیکھ بھال کرے گا کہ امراضِ رُوحانی سے مریض شفایاب ہُوا ہے یا نہیں۔ عام طور پر روحانی امراض کا احساس نہیں ہوتا کہ میں بیمار ہوں۔ وہ بیمار بڑا ہی بدنصیب ہوتا ہے۔ جس کو لا علاج ہونے کے بعد معلوم ہو کہ میں بیمار ہوں امراض رُوحانی کی طرف توجہ بھی ہادی دلاتا ہے۔ حسد کیا چیز ہے؟ کبر کیا چیز ہے۔ ریا کیا چیز ہے؟ میں اس وقت ان امراض کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ ہادی کامل ہو۔ اور طالب کی عقیدت ادب اور اطاعت میں فرق نہ آئے تو صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے جن لوگوں کو عقیدت تھی اور اطاعت بھی کرتے تھے اُن کی قبریں بہشت کا باغ ہیں۔ اور بعض ایسے بھی تھے جن کے دل میں عقیدت نہیں تھی اور نہ ہی ادب کرتے تھے۔ اُن کا سردار رئیس المنافقین عبد اللہ ابن اُبیّ جب مرگیا تو حضورؐ نے نمازِ جنازہ بھی پڑھائی۔ پیراہن مبارک کا کفن بھی دیا لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ: (تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔ اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا) بس اس بے ادب کے لئے تمہاری دُعا مغفرت ہرگز قبول نہ کروں گا۔ لہٰذا پیغمبرؐ کی نافرمانی کے سبب جہنّم میں جائیگا ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہر صحابی جنّت کا وارث ہے۔

جسمانی امراض کا احساس ہوتا ہے۔ سر میں درد ہو۔ پیٹ میں درد ہو۔ کمر میں درد ہو تو طبیب علاج کرتا ہے۔ اور محسوس ہوتا ہے اسی طرح ہادی (طبیب رُوحانی) بھی بیماری کی اطلاع دیتا ہے۔ علامات بتلاتا ہے۔ علاج بتاتا ہے۔ اور پھر نگہداشت بھی کرتا ہے کہ اس روحانی بیماری کا اثر زائل ہُوا ہے یا نہیں۔ رُوحانی بیماریاں مندرجہ ذیل ہیں۔

عُجب، کبر، ریا اور حسد وغیرہ عام جسمانی بیماری سے شفایاب ہونے کے بعد بھی جب تک کہ آدمی دُنیا میں موجود ہے بیماری کے دوبارہ لاحق ہونے کا خطرہ ہے یعنی نزلہ زکام بخار کا طبیب سے علاج کرایا۔ طبیعت ٹھیک ہوگئی۔ پھر کئی دن کے بعد کوئی اور عارضہ لاحق ہو گیا۔ پھر علاج کرایا شفا ہوگئی۔ پھر بخار ہوگیا۔ غرض یہ ہے کہ جسمانی بیماریوں سے نجات قبر میں پہنچکر ہی ہوتی ہے۔ لیکن روحانی امراض قبر میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اور اُن کے اثرات اگر شفایاب ہوکر دُنیا سے نہ گیا تو میدانِ حشر میں بھی تڑپائیں گے۔ اور آخری علاج جہنم میں ہوگا۔ اگر دُنیا میں کسی ہادی کی صحبت میں تربیت نصیب ہو جائے تو پھر بھی جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی امراض عود کرکے آتے ہیں۔ ان کی اچھی طرح نگہداشت کرنی پڑتی ہے۔

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اس صورتِ حال کو قبض اور بسط کہتے ہیں۔ روحانیت کی لذّت سلب ہو جانے کی وجہ کو قبض کہتے ہیں۔ جب تک لحد قبر میں داخل نہ ہو جائے بیماری عود کرکے آتی ہے ان کا علاج جاری رکھنا پڑتا ہے۔ مثلاً آپ روزانہ پندرہ ۱۵ تسبیح ذکر کیا کرتے تھے آپ نے چار دن ذکر چھوڑ دیا۔ ذکر کی برکت سے جو سرور تھا وہ گیا۔ لذّت سلب ہوگئی۔ طبیعت بُجھ گئی۔ ہادی کے پاس گئے۔ ہادی علاج بتائے گا۔ جس طرح طبیب ہر بیماری کا الگ الگ علاج کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے بھی مختلف طریقے ہیں۔ یہ مت خیال کیجئے کہ اللہ ہُو کے پاک نام کی برکت سے جو شفا حاصل ہوگئی ہے۔ یہ ہمیشہ رہے گی۔ بعض احباب مجھ سے شکایت کرتے ہیں کہ ذکر کرتا ہوں لذّت اور سرور نہیں آتا۔ میں سبب بتاتا ہوں اور کہا کرتا ہوں کہ آپ نے کوئی حرام یا مشتبہ چیز بے خبری میں کھا لی ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے ذکر کی لذّت کا اثر زائل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر کی برکت سے طبیعت میں لطافت اور نزاکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور حرام کی چیز کھانے سے فوراً اللہ تعالےٰ کے نام کی لذّت سلب ہو جاتی ہے۔ بہت سی چیزیں لاہور میں صورتاً حلال اور حقیقتاً حرام ہیں۔ لاہور کا گوشت۔ گوجروں کا دودھ اور گھی۔ بکری کا گوشت بظاہر حلال ہے اور اگر بکری چوری کی ہو تو ذاکر کی طبیعت پر حرام کا اثر پڑتا ہے اور طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ دل کی آنکھوں سے تمیز ہوتی ہے۔ ہٰذا حلالٌ ہٰذا حرامٌ۔ کوئی شخص جان بوجھ کر سنکھیا کھائے اور خودکشی کرے تو اُس کے لئے جنّت حرام ہے اور اس کی سزا جہنّم ہے اور اگر کوئی دوسرا دودھ میں

سنکھیا ملا دے تو وہ اپنا اثر ضرور دکھائیگا اسی طرح اگر حرام کھائیں گے تو اللہ کے نام کی لذّت سلب ہو جائیگی۔ حرام کو حرام سمجھ کر نہیں کھایا تو جان بوجھ کر کھانے کے مجرم تو نہ ہونگے۔ البتہ وہ اثر ضرور دکھلائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہوسکے علاج کی کوشش کیجئے۔ کیونکہ شفایابی کے بعد انسان پھر بیمار ہو جاتا ہے۔ خلق خدا سے تعلق ٹھیک رکھیں۔ کسی کا مال ناحق نہ کھائیں۔ کسی کو نہ ستائیں۔ اور حلال رزق کھائیں تو صحت پھر بحال ہو جائیگی۔

جو لوگ باطن کی بینائی نہیں رکھتے انہیں تو ان چیزوں کا احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ اس کے لئے بھی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اگر روٹی کمانے کے لئے ۸ گھنٹے خرچ کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کا نام سیکھنے کے لئے بھی روزانہ کچھ نہ کچھ وقت نکالنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ میرے دونوں مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ میں نے ان کے ہاں اکثر دیکھا ہے کہ اللہ کا نام سیکھنے کے لئے وہاں جتنے بھی مقیم تھے مجال ہے کہ کوئی چیز بازار سے خرید کر کھائیں۔ جو چیز لنگر سے آتی تھی وہی کھاتے تھے۔ حضرت دین پوریؒ کے ہاں جو لوگ تربیت کے لئے آتے تھے اُن کے لئے چاولوں کا پھیکا بھات اور مٹی کا پیالہ۔ بعض اوقات برتنوں میں بھی حرام گھسا ہُوا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ صحت رُوحانی عطا فرمائے۔

ہر شخص اپنی روحانی بیماری کا علاج خود نہیں کرسکتا۔ اس کے لئے ہادی سے رہنمائی حاصل کرنی پڑتی ہے۔ جن کو باطن کی آنکھیں ملتی ہیں وہ احتیاط کرتے ہیں۔ محنت کرنے سے یہ آنکھیں حاصل ہوتی ہیں۔ صفائی باطن اور امراض رُوحانی سے شفا پانے کے لئے بھی وقت کی ضرورت ہے۔

بعض اوقات حرام چیز کھانے سے اور بعض ایسے خبیث النفس ہوتے ہیں کہ اُن کی صحبت میں جانے سے ذکر الٰہی کی لذّت سلب ہو جاتی ہے۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ لحد قبر میں ایمان صحیح سالم لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا میں پیٹ پالنے کے لئے اگر وقت صرف ہوتا ہے تو روحانیت کی لذت حاصل کرنے کے لئے بھی محنت کی ضرورت ہے۔ جب یہ آنکھیں خدا دیتا ہے تو رُوحانیت کی لذّت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

آپ میرے لئے دُعا کریں۔ میں بھی خطرے میں ہوں۔ مجھے بھی صحت رُوحانی بحال کرکے اللہ تعالیٰ قبر میں لے جائے۔ اللہ تعالےٰ کے نام کی لذت بہت لذیذ ہوتی ہے۔ اس میں محنت کی ضرورت ہے۔ پھر ایک درجہ ایسا آتا ہے۔ کہ حلال اور حرام کی تمیز ہونے لگتی ہے۔

ایک عالم دین کی خدمات کی ضرورت

ایک مذہبی مدرسہ کے لئے ایک ایسے عالم صاحب کی ضرورت ہے۔ جو درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھا رہے ہوں۔ اور درس قرآن کریم، خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرما سکیں۔ حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کے متبعین کو ترجیح دی جائیگی از راہ کرم خواہشمند احباب پتہ ذیل پر مطلع فرمائیں۔

قاضی محمد زاہد الحسینی محلہ کنج جدید ایبٹ آباد

باطل کو ابھارا جاتا ہے

(ازجناب صابر آزاد مشین محلہ نمبر ۳ جہلم)

اُٹھ دیکھ مجاہد دُنیا میں اسلام پہ حملے لگتے ہیں
حیوانوں کی نگری بستی ہے انسان مٹایا جاتا ہے

بُلبُل کی صدائیں اُٹھتی ہیں کوّے بھی آوازے کستے ہیں
اس دَور میں جو کچھ ہوتا ہے سب دل میں سمایا جاتا ہے

آزاد پسند انسانوں کو آتش کی نذر کر دیتے ہیں
محفل میں جو کوئی بات کہے تو سر دار چڑھایا جاتا ہے

کہیں عصمت لُوٹی جاتی ہے کہیں قتل و غارت ہوتے ہیں
اب بیدردی کے بازاروں میں کیا رنگ دکھایا جاتا ہے

یہ ظلم و ستم اس دُنیا میں کس حد تک آکر پہنچے ہیں
مظلوموں کی فریادوں کو بے جا ٹھکرایا جاتا ہے

آزاد اس فانی دُنیا میں دن رات بدلتے رہتے ہیں
حق بات دبائی جاتی ہے باطل کو اُبھارا جاتا ہے

حقیقی محبت

(از محمد حسام اللہ صاحب شریفی بڈھانوی متعلم مدرسہ نظامیہ نانڈلیانوالہ ضلع لائل پور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قرآن عظیم فرقانِ حمید میں اللہ تبارک و تعالٰے کا فرمان ہے۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ٥

(پ۱۰ رکوع ۹ آخری آیت)

ترجمہ۔ اے محمدؐ (آپ لوگوں سے) کہدیجئے کہ اگر تم کو تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور قبیلہ اور تمہارا کمایا ہوا مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے۔ وہ مکانات جن کو تم اپنی رہائش کے لئے پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر (اللہ کے عذاب کا) انتظار کرو حتی کہ خدا کا حکم آجائے اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت عطا نہیں کرتے۔

گویا جو لوگ اپنے والدین اپنی اولاد اور اپنے اعزہ و اقربا اور مال و اولاد سے بہ نسبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبّت کرتے ہیں یہ لوگ فاسق ہیں اور اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ محبت کا سب سے زیادہ حقدار اللہ تعالےٰ ہے اور اس کے بعد سب سے زیادہ محبت کے حقدار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ محبت صرف اسی قدر کی جانی چاہئے جس قدر شریعت نے اجازت دی ہے۔ نہ اس سے کم ہو نہ زیادہ۔ اگر محبت کم ہوگی تو اس سے کفر کا اندیشہ ہے اور مقررہ حدود سے محبت میں تجاوز کیا گیا تو یہ غلو ہے جس کے متعلق ارشاد ہے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ

(پارہ ۶ رکوع ۱۲)

ترجمہ۔ اے مومنو تم اپنے دین میں غلو نہ کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین میں غلو نہ کرنا۔ تم سے پہلے بہت سی قومیں صرف غلو کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوئیں نیز اپنے متعلق ارشاد فرمایا کہ مجھے عیسےٰ ابن مریم کی طرح میری حدود سے نہ بڑھانا یہ طبرانی اور مسند احمد کی حدیث ہے۔ للہٰذا درمیانی راہ اختیار کرنی چاہئے جس طرح کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نہج البلاغۃ میں ارشاد ہے جن لوگوں نے میری محبت میں افراط اور تفریط کی دونوں ہلاک ہوگئے اور سب سے بہترین لوگ اعتدال پسند ہیں۔

دوسری جگہ ارشادِ باری عزّ اسمہٗ ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (پ۲۸ رکوع ۴)

ترجمہ۔ جو چیز تمہیں نبی کریمؐ دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اور (اس بارے میں) اللہ سے ڈرو۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ (پ۵)

ترجمہ۔ اور جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی۔

کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم وہی کام کرتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کو پسند ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی٥ (پ۲۶)

ترجمہ۔ اور نبی کریمؐ اپنی خواہش سے نہیں بلکہ جو وحی کی جائے اسی سے کلام فرماتے ہیں۔

معلوم ہُوا کہ رسول اکرم شافع محشر احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کرنا بھی جزوِ ایمان بلکہ بنیاد اسلام ہے۔ اس بارے میں ان چار آیات کا نقل کرنا ہی کافی سمجھا گیا ورنہ اس باب میں قرآن کریم کا بہت سا حصّہ بھرا ہُوا ہے۔

اکثر لوگوں کو دعوئی محبت کرتے ہوئے سنا گیا ہے۔ لیکن بیچارے محبّت کے مفہوم سے ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ محبت کیا چیز ہے اور محبت کے کیا تقاضے ہیں۔

یاد رکھئے کہ صرف زبان سے محبت کا لفظ استعمال کر لینے سے محبت حاصل نہیں ہو جاتی۔ بلکہ محبت انسان کے رگ و پے اور ہر ہر اعضاء میں سرایت کئے ہوئے ہو۔ زبانِ حال اور زبانِ قال سے محبت کا اظہار ہو۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہر ہر سنّت کو اپنائے ہوئے ہو۔ جس کام اور کھانے پینے اور پہننے کو رسول اکرمؐ نے پسند کیا ہو خود بھی ان کو ہی پسند کرتا ہو۔ جس سے نبی کریمؐ کو نفرت ہو اور منع کیا ہو۔ اس سے خود بھی نفرت کرے اور رک جائے۔ ورنہ اگر یہ باتیں نہیں تو درحقیقت اس کو حضورؐ سے محبت نہیں اور ہمارا حال تو بقول حضرت ابراہیم ابنِ ادھمؒ کے یہ ہے۔

نرقع دنیانا بتمزیق دیننا
فلا دیننا یبقی ولا ما نرقع

(دین کو کانٹ چھانٹ کر دنیا میں پیوند لگا لئے جس کی وجہ سے نہ ہمارا دین باقی رہا نہ دنیا باقی رہی)

درگاہِ خداوندی میں صرف محبت یا صرف اطاعت قابلِ قبول نہیں۔ اگر صرف محبت ہی مقبول ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیارے چچا ابو طالب کو کبھی جہنم میں نہ بھیجا جاتا۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ حضورؐ سے محبت ہونے کے سبب اس قدر رعایت ہے کہ صرف پاؤں میں جہنّم کی کھڑاؤں پہنائی گئی ہیں۔ جس سے ان کا دماغ کھولنے لگتا ہے۔ اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ تکلیف مجھ کو ہی ملی ہے۔ اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ صرف محبّت کرنے والے جہنم کے عذاب سے چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتے۔ حالانکہ ابو طالب کو اس قدر محبت تھی کہ آپ کے ساتھ تین سال گھاٹی میں مقید رہے۔ جہاں جوتوں کے تلے اُبال اُبال کر کھاتے۔ اتنی محبت کسی کو بھی نہیں ہوسکتی۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف اطاعت سے خدا کے عذاب سے چھٹکارا نہیں ہوسکتا اگر صرف اطاعت ہی کافی ہوتی تو عبداللہ ابن اُبی کبھی جہنّم میں نہ جاتا حالانکہ وہ مسجد نبویؐ میں نماز بھی پڑھتا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبت نہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں گیا

ان دو مذکورہ واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت بھی کی جائے اور اطاعت بھی کی جائے۔ ایسے نہ ہو کہ زبان سے تو اپنے آپ کو محبّ رسولؐ بتایا جا رہا ہے لیکن شکل و

(باقی صفحہ ۱۲)

(نقل والا نامہ)

حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ مزاج مبارک۔ عرصہ ہوتا ہے کہ والا نامہ باعثِ سرافرازی ہُوا تھا۔ چونکہ آپ کا حکم یہ تھا کہ میں اپنے ہاتھ سے عریضہ جوابیہ لکھوں اور میری عدیم الفرصتی اور طبعی کاہلی اس کی مساعد نہیں تھی اس لئے ارسالِ عریضہ میں تاخیر ہُوئی۔ امید وار ہوں کہ معاف فرمائیں گے۔ امید قوی ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

وہاں پہنچنے کے بعد آپ کے مزاج میں اس قدر تغیر پیدا ہو جانا کہ نہ صرف بارہ تسبیح اخیرِ شب کی اور تسبیحات ستّہ صبح و شام کی متروک ہوتی ہیں۔ بلکہ نمازِ پنجگانہ میں بھی باقاعدگی اور پابندیٔ جماعت اور خشوع خضوع وغیرہ میں بھی کمی آگئی ہے۔ نہایت افسوسناک امر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے۔ اور اپنی مرضیات پر چلائے۔ آمین۔

میرے محترم یہ دُنیا یقیناً چند روزہ ہے۔ عمرِ عزیز کے یہ لمحات جو اس مستعار زندگی کے ہیں۔ بہترین سرمایہ تجارت ہیں۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ○ الآیہ پر غور کیجئے اور اس سرمایہ سے بہترین مکاسب و منافع جو کہ ہمیشہ رہنے والے اور رضائے خالق جلّ و علا شانہٗ کے حصول کے ذرائع ہوں حاصل کر لیجئے۔ تاکہ یوم حسرت میں اور وقت موت کفِ افسوس حسرت ملنا نہ پڑے۔ جاگئے اور آگے قدم بڑھائیے ؎

جہاں اے برادر نماند بکس　　دل اندر جہاں آفریں بندوبس

بابا سب سے رشتہ توڑ　　بابا حق سے رشتہ جوڑ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○

مرد بنئے نامرد بننا اور غفلت اور توجہ الی الغیر میں عمرِ عزیز کو ضائع کرنا انتہائی بے عقلی اور بدنصیبی ہے۔ اعاذنا اللہ وایاکم من کل مالا یرضیہ۔ چلتے پھرتے ذکر اسم ذات یعنی لفظ اَللّٰہ جس قدر بھی ہوسکے کرتے رہیں۔ کم از کم بارہ ہزار مرتبہ دن رات میں ہو جایا کرے۔ خواہ چند مجلسوں میں ہو یا ایک ہی مجلس میں اپنے نفس پر زور دیجئے۔ جہادِ اکبر عمل میں لائیے۔ انشاء اللہ مددِ خداوندی شاملِ حال ہوگی۔ مایوس مت ہوجئے۔ وعدۂ جلیلہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ○ پر غور فرمائیے۔ شیطان اور نفس کو خوش مت رکھئے۔ اتباعِ سُنّت میں زیادہ سے زیادہ کوشاں رہئے۔ ناجنس حضرات کی صحبت سے گریزاں رہئے ؎

نخست موعظ پیرِ کہن ہمیں سخن است
کہ از مصاحبِ ناجنس احتراز کند

میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اور میری دستگیری فرمائے۔ اور اپنی رضا اور خوشنودی سے نوازے۔ آمین والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ دیوبند

۱۰- ربیع الاول ۷۷ھ

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

ہوچکے ہیں۔ بورڈ نے ان پرچوں کا دوبارہ امتحان لینے کا فیصلہ کرکے نئی ڈیٹ شیٹ شائع کر دی ہے۔

پرچوں کا آؤٹ ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تقسیم سے پہلے بھی ایک آدھ پرچہ کبھی کبھی آؤٹ ہو جایا کرتا تھا لیکن اس کی ذمہ داری زیادہ تر ممتحن حضرات پر ہوتی تھی جو اپنی لاپروائی کی وجہ سے پرچے آؤٹ کر دیا کرتے تھے۔ لیکن اس دفعہ معاملہ زیادہ خطرناک معلوم ہوتا ہے آؤٹ ہونے والے پرچوں کی تعداد چھ تک پہنچ گئی ہے۔ اتنی تعداد میں آج تک پرچے کبھی آؤٹ نہیں ہوئے دُوسرا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ پرچے آؤٹ کرنے والے بورڈ اور یونیورسٹی کے ملازم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ کے انتظام میں کہیں خرابی ہے۔

گرفتار ہونے والے نچلے طبقہ کے ملازم ہیں۔ ان سے ایسی دیدہ دلیری کی توقع نہیں ہوسکتی۔ ان کی پشت پر ضرور کچھ بڑے لوگ بھی ہونگے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں حقیقی ملزموں کو بچانے کے لئے ان غریبوں کو قربانی کا بکرا نہ بنا دیا جائے۔ اگر واقعی یہ ملزم ہیں تو ان کو ضرور سزا دی جائے لیکن اگر بڑے لوگوں کا بھی ہاتھ ہے تو ان کا سزا سے محفوظ رہنا عدل و انصاف کا مضحکہ اُڑانا ہے۔ نظام کی خرابی کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ نظام میں ایسا ردّ و بدل ہونا چاہئے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات کا ہمیشہ کے لئے سدِّ باب ہو جائے۔ پرچوں کی چھپوائی وغیرہ کا کام ان لوگوں کے سپرد ہونا چاہئے جو ہر قسم کے لالچ سے بالاتر ہوں۔ اگرچہ اس قسم کے لوگ کمیاب ہیں مگر ابھی تک نایاب نہیں ہوئے۔

بقیہ حقیقی محبت صفحہ ۱۱ سے آگے

صورت اور عمل سے اس کی بالکل تردید ہو رہی ہو۔ محبت اس طرح ہو کہ شکل و صورت دیکھنے سے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمتی اور آپ کا ادنےٰ خادم ہے۔ یہ ضروری ہے کہ نبیٔ اکرم رسول معظّم شافع محشر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کے احکامات کے مطابق زندگی بسر ہو جس طرح قرآن و حدیث میں ایک مسلمان کی زندگی کے لئے لائحہ عمل تجویز اور بیان کیا گیا ہے۔ اسی کے مطابق زندگی کی گاڑی چلائی جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام لوگ قرآن مجید فرقان حمید اور سُنّت رسول اللہ یعنی احادیث مقدسہ سے صحیح طور پر واقف ہوں۔ چونکہ زندگی صحیح طور پر بسر کرنا قرآن و سُنّت کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو اس طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

میں خدائے قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مسلمان پھر پہلا سا مسلمان بن جائے قرآن و حدیث پر عمل ہو اور یہی ہمارا قانون ہو زندگی کا ہر شعبہ قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق بسر ہو تو تمام دُنیا بلکہ دنیا کی ہر ہر چیز پرند و چرند پر بھی مسلمانوں کی حکومت ہو جائے۔ آپ ایک دفعہ آزمائیے تو سہی اس کے لئے آزمائش شرط ہے۔

آپ لوگ اب اس عاجز و گنہگار کے لئے بھی دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنی محبّت اور اپنے بعد نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت تمام چیزوں سے افضل عطا فرمائے۔ اور سُنّت نبوی پر صحیح معنوں میں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام اور اخلاقی زندگی

(از جناب حافظ عبدالغفار صاحب جماعت ثالثہ فاضل متعلم مدرسہ عربیہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی ریاست بہاولپور)

نہیں خلق جس میں وہ انسان نہیں ہے — نہیں جس میں خوشبو وہ ریحاں نہیں ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ۔ ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ مذہبی زندگی کا مفہوم محض یہ ہے کہ ایک دن میں پانچ نمازیں الٹی، سیدھی وقت بے وقت غلط، سلط پڑھ لی جائیں۔ سال بھر میں ایک ماہ کے روزے رکھ لئے جائیں اور چند عقائد کو مان لیا جائے۔ بس سارا اسلام انہی دو باتوں میں منحصر ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہیے کہ ہمارا مذہب عقائد اور عبادات تک تو ساتھ دیتا ہے۔ اس کے بعد ہم مذہب سے بالکل آزاد ہو جاتے ہیں۔ ہماری یہ سخت غلط فہمی ہے کہ ہم نے اسلام کو صرف چند چیزوں میں محصور کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ جب تک ہم اسلام کی روشنی میں اخلاق کا وہ نورنہ حاصل کر لیں گے جو کہ ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں جلوہ گر تھا اور جب تک ہم اپنے عقائد، عبادات و معاملات، اعمال اور افعال کو اسلامی اصول کے تحت اور شریعت عظمیٰ کی روشنی میں نہ لے آئیں گے تو ہم کامل اور حقیقی مسلمان نہیں بن سکتے۔ یا یوں سمجھئے کہ جب تک ہم اپنی تمام خواہشات کو اور اپنے تمام حیوانی اور شہوانی جذبات کو اعتدال پر نہ لے آئیں اور ہمارا ظاہر و باطن سب ایک نہ ہو جائے گا اس وقت تک ہم کامل مسلمان نہیں بن سکتے۔

شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے کہ اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں چونکہ اللہ تبارک و تعالے نے آدمی کو دو چیزوں سے پیدا کیا ہے۔ ایک "جسم" جسے ہم ظاہر کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اور دوسرا "روح" جو باطن کی آنکھوں سے پہچانی جاتی ہے۔ جس طرح جسم تبدیل نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالے نے پیدا کر دیا ویسے ہی رہتا ہے کسی وقت بھی تبدیل نہیں ہوتا۔ .... کبھی ایسا نہیں ہوا کہ لمبا آدمی پست قد ہو جائے اور ٹھگنا قد لمبا ہو جائے۔ اسی طرح اخلاق بھی جو باطن کی صورت ہیں تبدیل نہیں ہو سکتے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو ادب سکھانا اچھی نصیحت کرنا اور پند وغیرہ کرنا سب باطل ہوتے۔ حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ حَسِّنُوۡا اَخۡلَاقَکُمۡ۔ یعنی اپنی عادتوں کو اچھا کرو۔ دوسرا یہ کہ اگر جانور سے ہم سرکشی چھڑا سکتے ہیں اور وحشی جانور کو سدھا سکتے ہیں تو انسان کیوں نہ اپنے اخلاق ذمیمہ کو اخلاق حمیدہ سے تبدیل کر سکے گا۔ صرف اس کو خلقِ ظاہری پر قیاس کرنا باطل محض ہے۔ اس واسطے کہ سب کام دو قسم پر ہیں ایک وہ جن میں آدمی کے اختیار کو دخل نہیں جیسے چھوہارے کی گٹھلی سے ہم سیب کا درخت پیدا نہیں کر سکتے۔ البتہ چھوہارے ہی کا درخت پرورش اور نگہداشت سے پیدا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح غصّہ اور شہوت کی جڑ اپنے اختیار کے ساتھ آدمی کے دل سے اکھاڑ پھینکنا ممکن نہیں۔ لیکن ریاضت اور مشقت سے غصّہ اور شہوت کو اعتدال پر لانا ممکن ہے۔ اور جب ہم اپنے خشم و غصّہ اور حیوانی و شہوانی جذبات کو اعتدال پر لے آئیں گے۔ تو اس وقت ہمارے طبعی جذبات و حالات۔ عادات و اطوار، گفتار و کردار اور تمام حرکات و سکنات عقل کی تجویز اور مشورہ سے سرزد ہونگے تو وہ با اخلاق کامل اور حقیقی مسلمان ہو جاتا ہے وہ مرد قطعاً با اخلاق نہیں جس کے اعضاء و جوارح اس کے قابو میں نہ ہوں اور طبعی جذبات اور شہوانی خواہشات کا بندہ ہو۔ حیوانوں کی طرح جو جی میں آئے کر گذرے موقعہ محل کا لحاظ نہ رکھے غصّے کے وقت بھیڑیا بن جائے۔ اور شہوت کے وقت حلال و حرام کو ایک کر دے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہ سمجھے۔ پس خلیق مرد وہ ہے جس کے افعال اقوال عقل کے مشورہ حسنہ سے سرزد ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اِنَّمَا بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الۡاَخۡلَاقِ۔ یعنی میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا کروں۔ تو گویا فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انسانوں کو اخلاق ذمیمہ اور عقائد فاسدہ کے کیچڑ سے نکال کر دریا نور میں غوطہ دیں۔ اور مسلمانوں کو اوصاف حمیدہ اور مکارم اخلاق کے حسن و زیور سے آراستہ پیراستہ کر دیں۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے بنی نوع انسان کو اخلاق حسنہ سے آراستہ و پیراستہ کرنا تھا۔ اس لئے آپ بھی اخلاق کے اعلےٰ مدارج پر جلوہ افروز تھے۔ اور اخلاق کا کوئی مقام ایسا نہ تھا جس کو آپ نے طے نہ کیا ہو۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید اور فرقان حمید کے اندر فرمایا۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ۔ (یعنی بیشک آپ (اے محمدؐ رسول اللہ) اخلاق کے اعلےٰ مقام پر ہیں) حدیث شریف میں آتا ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ سے بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ اے ام المؤمنین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاق کا حال بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے لوگو! تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں پڑھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ سارا قرآن کریم آپ کا اخلاق ہے۔ یعنی جو کچھ خدا کی مرضی اور قرآن کریم کا فرمان ہے وہی آپؐ کا عمل در آمد تھا۔ آپ کی وہی عادت تھی۔ حضور اکرمؐ کا اخلاق اظہر من الشمس ہے۔ آپؐ نوکروں اور غلاموں سے اس طرح پیش آیا کرتے تھے کہ کبھی اُن کو اُف تک نہیں کہا۔

نوکروں سے حسن سلوک کا نمونہ

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ خَدَمۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَشۡرَ سِنِیۡنَ فَمَا قَالَ لِیۡ اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعۡتَ وَلَا اَلَا صَنَعۡتَ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں دس برس رہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا۔ اور نہ یہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور کیوں نہ کیا۔ جنگِ اُحد میں عقبہ بن ابی وقاص نے تیر مار کر حضورِ اکرمؐ کا دانت مبارک شہید کر دیا آپؐ کا ہونٹ زخمی ہوا۔ عبداللہ بن شہاب کافر نے آپؐ کے چہرہ مبارک پر تیر مار کر لہولہان کر دیا۔ ایک اور کافر نے آپؐ کے داہنے ہاتھ پر تلوار ماری اور ابن قمیہ کافر نے شور و غوغا مچا دیا کہ اے مسلمانو! بھاگ جاؤ تمہارے محمدؐ شہید ہو گئے آپؐ کے

چہرۂ انور سے خون جاری تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خون دھو رہے تھے لیکن خون بند نہ ہوتا تھا۔ آخرکار صحابہ کرام نے بوریا جلایا اور آپؐ کے زخم بھر دیئے۔ تب کہیں جاکر خون بند ہُوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی یہ حالت دیکھ کر تمام فرشتے لرز اُٹھے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ کانپ رہا تھا۔ صحابہ کرامؓ سہمے ہوُئے تھے اور خیال کرتے تھے اب یہ کفّار خدا کے قہر و غضب سے بچ نہیں سکتے۔ کسی آن میں خدا ذوالجلال کا عذاب انہیں اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے۔ اب یہ کفار سرکشی و نافرمانی کے انتہائی درجہ پر پہنچ گئے ہیں۔ قوم ثمود نے جیسا حضرت صالح علیہ السلام کا کہنا نہ مانا تھا اور کہا تھا کہ اے صالحؑ اگر تو پیغمبر ہے تو وہ (عذاب) ہم پر لے آ۔ جس کا کہ ہم کو وعدہ دلاتا ہے۔ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ ان کا اس طرح بے باکی اور جرأت کے ساتھ حضرت صالحؑ سے عذاب طلب کرنا اللہ تعالےٰ کو سخت ناگوار گزرا۔ پس اللہ ذوالجلال نے ایک زلزلہ بھیجا۔ یہ ایسا عذاب تھا کہ جس کی تاب نہ لاکر تمام سرکش لوگ تباہ برباد ہو گئے۔ صبح کے وقت وہ اوندھے مُنہ پڑے تھے۔ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی یہ حالت دیکھ کر بعض صحابہؓ عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ حضرت نوح علیہ السلام کو جب قوم نے تنگ کیا تھا تو حضرت نوحؑ نے بددُعا کی تھی کہ الٰہی تو ایک کافر کو بھی زمین پر زندہ نہ چھوڑ (وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی۔ اور نافرمان قوم پر پانی کا عذاب بھیجا جس میں وہ تمام کے تمام غرق ہوگئے تھے۔ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ) آپ بھی کافروں کے لئے بددُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو بھی تہ و بالا کر دے۔ اس وقت اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کو حکم کر دیتے تو آسمان ٹوٹ پڑتا۔ اور ان تمام کافروں کو ملیامیٹ کر دیتا۔ اور اگر آپؐ زمین کی طرف اشارہ کر دیتے تو زمین پھٹ جاتی اور سب کافر زمین میں دھنس جاتے۔ ایک کافر بھی زندہ نہ رہتا۔ مگر آپؐ نے یہ دُعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

(اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے پس تحقیق وہ نہیں جانتے) یہ سماں دیکھ کر صحابہ کرامؓ کے دل پگھل گئے۔ اور آنکھیں تر ہوگئیں۔ سبحان اللہ کیا عالی اخلاق ہے۔ اپنا خون بہے مگر قاتلوں کے لئے مغفرت کی دُعائیں کی جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اے صحابہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لے آئے تو ممکن ہے ان کی اولاد میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے۔ اگر کوئی مسلمان ہوگیا تو میرا ایک اُمّتی زیادہ ہو جائے گا۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے رحمۃ اللعالمین بناکر بھیجا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ آپ کو معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید نے کامل ایمان اور حقیقی بزرگی و عظمت کی بناء عملی اور اخلاقی زندگی پر رکھی ہے بے عمل اور بد اخلاق بھی اگرچہ مسلمان ہے۔ مگر بے برگ و بار درخت کی طرح۔ اسلام چاہتا ہے کہ ہر مسلمان اخلاقِ حمیدہ اور حسنِ عمل کا ایک ممتاز پتلا بن جائے۔ اسلام ایک تریاق ہے جو انسان سے بُرائی کے کھوٹ، بدعملی اور گناہوں کی کثافت کو دُور کرکے مصفیٰ و مجلّیٰ بنا دیتا ہے۔ انسان اگرچہ خطاء النسیان کا پُتلا ہے۔ شہوانی اور حیوانی لذّتوں میں پڑ کر گناہوں میں دھنس جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسلام نے ایک گُر بھی بتلا دیا ہے جس کی موجودگی میں انسان کبھی بھی گناہ، بُرائی بد اخلاقی میں گرفتار نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی مسلمان، مسلمان ہونے کے باوجود معاصی اور بد اخلاقی کے کیچڑ میں دھنسا رہتا ہے اور اس کا اسلام اس کو پاکیزگی حیات اور بلندی اخلاق کا نور نہیں بخشتا تو سمجھ لیجئے کہ اس نے اسلام کو محض رسمی طور پر اختیار کیا ہُوا ہے۔ وہ انسان بدقسمت ہے کہ جس کے سامنے چراغ جل رہا ہو اور اُس کو روشنی کی ضرورت بھی ہو پھر بھی چراغ سے روشنی حاصل نہ کرے۔ خوب یاد رکھئے قرآن میں جہاں اٰمنُوا کا خطاب ہے وہاں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا بھی خطاب ہے۔ قرآنِ حکیم صرف یہ نہیں کہتا کہ تم ایمان لاؤ بلکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تم عمل صالح کرو۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ أَثْقَلُ مَا يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ یعنی قیامت کے روز میزانِ عمل میں جو چیز سب سے بھاری ہوگی وہ تقویٰ اور اچھے اخلاق ہوں گے۔ ایک شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم

کی داہنی طرف آیا اور کہا یا رسول اللہ مَا الدِّيْنُ؟ دین کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا حُسنِ اخلاق، اچھا اخلاق۔ اسی طرح وہ شخص آپ کی دائیں طرف آیا آگے سے آیا اور پیچھے سے آیا اور ہر دفعہ یہی سوال کرتا رہا کہ ما الدین؟ دین کیا ہے۔ اور آپ بھی حُسنِ خلق کہکر جواب دیتے رہے۔ آپ نے فرمایا اچھے اخلاق بُرے اعمال کو اس طرح زائل کر دیتے ہیں جیسا کہ آفتاب نم کو۔ نیز آپؐ نے فرمایا۔ بُرا خلق اعمالِ حسنہ کو اس طرح زائل کر دیتا ہے جیسا کہ سرکہ شہد کو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اکثر دُعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے صحت و عافیت اور حسنِ خلق مانگتا ہوں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ خُدا بزرگ و برتر سے حسن خلق کی دُعا کیا کریں۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ کے نزدیک اخلاق حسنہ ایک پسندیدہ چیز ہے۔ یہ اسلامی زندگی کا ایک جوہر اور انسانیت کا ایک زیور ہے اس کو حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے جو مسلمان اخلاق حسنہ کا مالک نہیں ہے وہ اگرچہ کتنا ہی زاہد و عابد متقی و پرہیزگار ہو مگر حسن خلق کے نور سے بے بہرہ ہوگا اور اس کی مثال درخت بے ثمر اور مرد بے پسر جیسی ہے۔

سوانح حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ العزیز

از جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج بنیجوپرا

آپ کا اسم شریف ابوسعید فضل اللہ بن ابوالخیرؒ ہے۔ آپ کی ولادت سعادت دشت خاوران کے قصبہ مہنہ میں ہوئی تھی تقریباً ۳۵۶-۵۷ھ میں پیدا ہوئے آپ نے آنکھ کھولی تو جلیل القدر اولیاء اللہ کو دیکھا پرورش پائی تو ذی مرتبت علماء و عرفا کی گودوں میں سچ ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ حق تعالےٰ جب اپنے کسی بندہ کو اپنے واسطے منتخب فرما لیتا ہے اور اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ اُس کے واسطہ سے بندگان خدا ہدایت پائیں اور رُشد حاصل کریں۔ تو ایسا شخص پیدائشی ہی ولی ہُوا کرتا ہے اور حق تعالےٰ علم ظاہر و باطن شریعت اور طریقت کے مخفی خزانے اُس کے سینہ میں ودیعت فرما دیتا ہے۔ ایسا شخص اپنے ساتھ سب کچھ لئے ہوئے دُنیا میں آتا ہے۔ مگر وہ خود نہیں جانتا کہ میرے پاس کیا ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے ان علوم و معرفت کے جاننے کے واسطے بظاہر تھوڑے سے سبب کی ضرورت ہوتی ہے۔ ادھر سبب کو اختیار کیا اور اُدھر خود بخود وہ جوہر کھلنے گئے جو اس چلتے پھرتے مٹی کے پتلے میں پوشیدہ رکھے گئے تھے۔ اللہ اللہ انسان کی ہستی بھی عجیب ہستی ہے۔ بے ہمہ اور باہمہ کا مصداق یہی ہے۔ معقولی کہتے ہیں اجتماع ضدین محال ہے۔ مگر اس مٹی کی مورت کا نظام ترکیب کیا باعتبار ظاہر اور کیا بلحاظ باطن نقیض در نقیض اور ضد در ضد ہے۔ آخر کیوں نہ ہو یہ اشرف المخلوقات ہے۔ یہ خلیفۃ اللہ ہے پھر اس سے کون بازی لے جا سکتا ہے۔ بہر حال آمدم بر سر مطلب۔ ان ہی انسانوں میں سے ایک انسان حضرت ابوسعید ابو الخیرؒ تھے۔

ان کا زمانہ بھی وہ زمانہ تھا کہ حضرت جنیدؒ اور جناب شبلیؒ کی آنکھیں دیکھنے والے موجود تھے۔ علاوہ بریں اس وقت کوئی ملک اور شہر اسلامی ایسا نہ تھا۔ جہاں علماء کی مجلسیں علم ظاہری سے گرم اور صوفیوں کے صومعے علم باطن سے منوّر نہ ہوں۔ چنانچہ جب حضرت پیدا ہوئے تو ہر طرف سے اولیاء اللہ نے اس مادر زاد ولی کی پیدائش کی حضرت ابوالخیرؒ کو مبارکبادیں دیں اور بہت سی خوشی کا اظہار کیا۔ غرض یہ ہے کہ حضرت ابوسعیدؒ پرورش پاتے رہے اور تحصیل علم ظاہر و باطن کا سلسلہ دن بدن بڑھتا رہا۔ سب سے پہلے آپ علمائے غزنی کے درس میں شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ حدیث و فقہ میں بڑا مرتبہ و رسوخ حاصل کیا۔ چونکہ آپ کی خلقت و طینت میں تصوّف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس لئے خواہ مخواہ زیادہ شوق اسی کا تھا۔ اور بیشتر تصوّف ہی کی کتابیں دیکھتے رہتے تھے۔ جب اس فن میں زیادہ توغل ہوا۔ تو دل نے کہا۔ اغیار سے کنارہ کرو۔ اور گوشہ تنہائی اختیار کرو۔ اس لئے آپ باجازت اپنے والد ماجدؒ ایک علیحدہ مکان میں رہنے لگے اور مکان کو اقوال صوفیائے کرام اور قرآن مجید کی آیات کے کتبوں سے جا بجا خوب سجایا۔ ایک روز آپ کے والد ماجدؒ اس مکان میں آپ کے پاس تشریف لائے۔ مکان کی سجاوٹ دیکھ کر فرمانے لگے کہ تم نے تصوّف کے کتبوں سے مکان آراستہ کیا ہے۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ نے جواب دیا کہ باباجان! آپ کا مکان تصویروں سے آراستہ ہے اور تصویریں بھی شاہان وقت اور امراء زمانہ کی اور ان سے ہی آپ کو اُلفت ہے۔ میں نے بھی اپنے کاشانہ کو اُن چیزوں سے پیراستہ کیا ہے۔ جن سے مجھے انس ہے۔ اور اس اُمید پر ایسا کیا ہے کہ شاید کسی وقت محبوب حقیقی مجھ پر مہر کی نظر ڈالے اور دولت عشق سے مالا مال ہو جاؤں۔ حضرت ابوالخیرؒ پر ان کی تقریر کا اس قدر اثر ہوا کہ اپنے مکان کی تمام تصویریں نکال پھینکیں

اس کے بعد حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ اپنے والد ماجد کے فرمانے سے مرو تشریف لے گئے اور پانچ برس کامل عبداللہ حصری اور قفالؒ کے درس میں شریک رہ کر علوم شرعیہ میں کمال اور تکمیل کا درجہ حاصل کیا۔ دن بھر تحصیل علوم میں مشغول رہتے اور رات بھر عبادت فرماتے۔ مگر ابتک باقاعدہ علم باطنی کی تعلیم کسی شیخ سے حاصل نہیں فرمائی تھی اس کے بعد سرخس چلے آئے۔ اور ابوعلی فقیہ کی خدمت میں رہ کر فقہ و تفسیر میں مزید مہارت تامہ حاصل فرمائی۔ مگر ہر وقت اہل اللہ کی لو لگی رہتی تھی۔ حق تعالیٰ نے ان کا مقصد حاصل فرمایا۔ یعنی سرخس ہی میں حضرت لقمانؒ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت لقمانؒ مجنون بہت بڑے کامل مجذوب تھے اور بڑے قوی التصرف تھے اس کا قصہ اس طرح ہے کہ شارستان سرخس کے کنارے انہوں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اپنی کملی کی سلائی کر رہے ہیں۔ ان ہی بزرگ کا نام شیخ لقمان تھا۔ یہ دیکھ کر یہ بھی وہاں جا کھڑے ہوئے اور اس طرح کھڑے ہوئے کہ سایہ کملی پر پڑتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ لقمان نے سر اٹھا کر کہا۔ کہ میاں لڑکے! کچھ خبر بھی ہے۔ ہم نے تم کو بھی اس کملی کے ساتھ سی دیا۔ اور حضرت شیخ کا ہاتھ پکڑ کر شیخ ابوالفضل بن حسن سرخسی کی خانقاہ میں لائے اور ان کے سپرد کر گئے۔ اور شیخ ابوالفضل سے فرمایا کہ جب تک زندہ ہو ابوسعید کی تربیت کرنا۔ شیخ ابوالفضل کے انتقال کے بعد حضرت ابوسعیدؒ شیخ ابوالعباس قصاب عاملی کی خدمت میں رہے۔ مگر حقیقتاً جو کچھ تربیت پائی اور جس قدر معرفت الٰہی حاصل کی وہ شیخ ابوالفضل کی خدمت میں ہی حاصل کی۔ ان کے انتقال کے بعد ابوالعباس قصابؒ کی خدمت نے سونے پر سہاگے کا کام دیا اب کیا تھا۔ حضرت شیخ اکبیر ہو گئے۔ جس پر نظر ڈالی سونا بنا دیا۔ حضرت ان متقدمین بزرگوں میں ہیں کہ جو جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ یہ اُن صوفیوں میں نہ تھے کہ جو شریعت و طریقت کو جداگانہ سمجھتے تھے حضرت شیخ کا مسلک ہی یہ تھا کہ اتباع شریعت ہی طریقت و حقیقت ہے اور یہی اصل وجہ ان کے علو مرتبت کی ہے۔ ان کے زمانے میں جس قدر کاملین و عارفین تھے۔ سب ان کے آگے سر تسلیم خم کرتے تھے اور سب مسخر تھے۔ ان کی بزرگی کا حال اس

ایک واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رح سے (جن کے مزار مبارک پر حضرت سلطان الہند غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رح نے زمانے تک چلّہ کشی کی ہے)۔ جلیل القدر بزرگ شیخ ابوسعید ابوالخیر رح کے مزار مبارک پر معتکف رہے ہیں۔ ایک روز حضرت داتا صاحب حضرت شیخ کے مزار مبارک پر مراقب تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سفید کبوتر اُڑتا ہُوا آیا اور حضرت شیخ کی قبر پر جو تھیلی پڑی ہوئی تھی اس کے نیچے چلا گیا۔ انہوں نے اُٹھ کر تھیلی کو دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا۔ دو تین روز یہی واقعہ دیکھا۔ حیران تھے کہ یہ عجیب قصّہ ہے؟ ایک شب خواب میں شیخ کو دیکھا۔ فرماتے کہ وہ کبوتر دراصل میری صفائی معاملہ ہے جو ہر روز مجھ سے ملنے آتی ہے۔

شیخ کے کشف و کرامات اس قدر ہیں کہ اس مختصر تحریر میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔ کسی نے شیخ سے دریافت کیا کہ بعض اہل اللہ دریا پر چلتے ہیں اور چشم زدن میں طے الارض کر لیتے ہیں اور بعض ہوا میں اُڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خس و خاشاک پانی پر چلتا ہے (یعنی بہتا جاتا ہے) شیطان دم بھر میں کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔ مکھیاں بھی ہوا میں اُڑتی ہیں جو اہل اللہ ہیں اُن کے نزدیک یہ امور بے معنی ہیں۔ اور نسبت الی اللہ تعالیٰ عجیب چیز ہے۔ مرد خدا وُہ ہے جو دنیا میں ایک نکاح کرے۔ بیوی بچوں کے اور تمام مخلوق کے حقوق اور پھر حقوق اللہ دونوں کو شریعت کے مطابق بے کم و کاست ادا کرے اور پھر ایک لحظ بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کا وہی شخص مصداق ہو سکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ سے کسی نے حدیث شریف تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ کے معنی پوچھے۔ آپ نے فرمایا ایک ساعت اپنی نیستی میں فکر کرنا ایک سال کی اس عبادت سے بہتر ہے جو خودی کے ساتھ ادا کی جائے۔

شیخ محمد ابونصر جلیبی نامی ایک بزرگ تھے۔ انہوں نے حضرت شیخ کی بہت شہرت سنی۔ اتفاقاً خواجہ ابوبکر خطیب مرو سے نیشاپور جا رہے تھے۔ جب شیخ ابو نصر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ شیخ ابوسعید سے مل کر ہمارے ایک سوال کا جواب لیتے آنا اور سوال یہ ہے کہ "آثار کے لئے محو ہے"۔ خواجہ نے کہا لکھ کر دیجئے۔ چنانچہ شیخ ابونصر نے لکھ دیا۔ خواجہ نیشاپور پہنچے۔ تو سرائے میں اُترے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو شخص مجھ کو پکار رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ شیخ ابوسعید رح نے بُلایا ہے اور کہا ہے کہ میرے پاس آکر سرائے میں ٹھہرنا ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھتے ہی فرمایا۔ وہ خط تو دو۔ دیکھوں ابونصر نے کیا سوال کیا ہے۔ خواجہ نے خط پیش کیا۔ فرمایا جب جاؤگے جواب لیتے جانا۔ خواجہ نے چند روز رہ کر واپسی کے وقت جواب طلب کیا۔ فرمایا کہ اس پیر سے کہہ دینا لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ۔ (یعنی عین ہی کو بقا نہیں اثر کہاں رہے گا)۔ یعنی جب حقیقت کا اظہار ہُوا پھر کوئی چیز باقی نہ رہی۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ۔ خواجہ نے سر جھکا کر عرض کی میں سمجھا نہیں۔ فرمایا یہ رباعی یاد کر لو بس یہی جواب ہے۔

جسمم ہمہ اشک گشت و چشمم بگریست
در عشق تو بے جسم باید زیست
از من اثرے نماند و ایں عشق از چیست
چوں من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

خواجہ نے مرو میں آ کر شیخ ابونصر کو یہ رباعی سنائی۔ رباعی سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس حال میں ایک ہفتہ زندہ رہے۔ بالآخر ایک ہفتہ کے بعد انتقال ہو گیا۔

حضرت شیخ رح کا حال مطابق قال تھا۔ یعنی باطن و ظاہر شریعت غرّا کے موافق تھا سرمو فرق نہ ہونے پاتا تھا اور علاوہ علم و فضل ظاہری و باطنی کے۔ حضرت شیخ شاعر بھی تھے۔ مگر نہ وہ شاعری جس کے متعلق قرآن مجید میں مذمت فرمائی گئی ہے کہ اَلشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ بلکہ آپ تلامیذ رحمٰن میں سے تھے اور اَلشِّعْرُ الْحِكْمَةِ وَ اِنَّ الْحِكْمَةَ لَسِحْرًا کے مصداق۔ آپ کی شاعری آپ کے جذبات و ارادت عشق الٰہی نظم کرتا تھا۔ یہ جذبات اور یہ واردات ہر وقت آپ پر وارد طاری ہوتے رہتے تھے كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ ظاہر ہے کہ انسان ضبط بھی کہاں تک کر سکتا ہے۔ اس لئے خود بخود حضرت شیخ کی زبان پر واردات و جذبات نظم کی شکل میں آ جاتے تھے اور ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اس کلام سے بڑے بڑے کاملین نے فوائد حاصل کئے اور تا قیامت حاصل کرتے رہیں گے

حضرت شیخ کا تمام کلام صرف رباعیات ہی ہیں۔ اگرچہ عمر خیام رباعیات کا حاکم ہے مگر حضرت شیخ نے جو بات کہ رباعیات میں بیان فرما دی۔ عمر خیام کو اس کی ہوا بھی نہ لگی۔ قال کو حال سے نسبت نہیں ہو سکتی۔ تمام متقدمین کی طرح حضرت شیخ کی زبان بھی صاف و سادہ ہے۔ اور مفہوم اس قدر دلچسپ کہ جس کا بیان مشکل۔ البتہ کہیں کہیں تجنیس خطی و لفظی ضرور پائی جاتی ہے۔ مگر وہ بھی نہایت حسن و خوبی سے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ خزاں کے موسم میں حضرت شیخ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ موسم خزاں کا تھا۔ اس درخت کے پتے بالکل زرد تھے۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ

تو از غم زرد و من از غم زرد
تو از مہر ماہ و من از مہر ماہ

حضرت شیخ کے مرتبہ فنا کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ خواجہ مظفر خداوندی کی مجلس میں حضرت شیخ کا ذکر ہو رہا تھا۔ خواجہ نے کہا کہ مجھ میں اور شیخ ابوسعید میں یہ نسبت ہے۔ کہ جس طرح پیمانہ میں ایک دانہ ہو اور وہ دانہ شیخ ابوسعید ہے۔ حضرت شیخ کے مریدین و مخلصین نے جب یہ سنا تو ان کو ناگوار گزرا اور حضرت شیخ سے یہ واقعہ عرض کیا حضرت شیخ نے فرمایا کہ خواجہ سے جا کر کہو کہ وہ ایک دانہ بھی تو ہی ہے۔ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ اور بندہ کے درمیان حجاب آسمان و زمین عرش و کرسی نہیں۔ بلکہ خود انسان کی خودی حجاب ہے۔ چاہیئے کہ اس خودی کو درمیان سے اٹھائے۔ تاکہ شاہد حقیقی جلوہ گر ہو۔

حضرت شیخ کی عمر ۸۳ سال ۴ ماہ کی ہوئی اور شب جمعہ ماہ شعبان سنہ ۴۴۰ھ کو انتقال ہوا۔ یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے آگے حسب ذیل اشعار پڑھے جائیں

خوب تر اندر جہاں زیں چہ بود کار
دوست بر دوست رفت یار بر یار
آں ہمہ اندوہ بود و ایں ہمہ شادی
واں ہمہ گفتار بود ویں ہمہ کردار

آپ کی مشہور رباعیات جس سے کلام کا افتتاح ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں:۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

ایک مخلص صحابی کا سخت ترین امتحان

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن

سفر تبوک میں پیچھے رہ جانے والے جو اپنی معمولی سستی و کاہلی کی وجہ سے رہ گئے تھے۔ان کو اپنی صداقت کی وجہ سے ایک امتحان بھی دینا پڑا۔ان میں سے ایک بزرگ صحابی نے اپنے متعلق جو کچھ اپنی زبان سے بیان کیا ہے ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

یہ بزرگ کعبؓ بن مالک انصاری ہیں۔ اور ان (۳) سابقین میں سے ہیں جو عقبہ کی بیعتِ ثانیہ میں حاضر ہوئے تھے اور شعراء خاص میں سے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ اس سفر میں میرا گھر پر رہ جانا ابتلاء محض تھا۔ ایسا کرنے کا نہ میرا ارادہ تھا اور نہ کوئی عذر تھا۔ سفر کا جملہ سامان مرتب تھا۔ عمدہ اونٹنیاں میرے پاس موجود تھیں میری مالی حالت ایسی اچھی تھی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس سفر کے لئے میں نے دو مضبوط شتر بھی خرید کئے تھے۔ حالانکہ اس سے پیشتر میرے پاس دو اونٹ کبھی نہ ہوتے تھے۔ لوگ سفر کی تیاریاں کرتے تھے اور مجھے ذرا تردّد نہ تھا۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ جس روز کوچ ہوگا۔ میں چل پڑوں گا۔ لشکر اسلام جس روز روانہ ہوا مجھے کچھ تھوڑا سا کام تھا۔ میں نے کہا۔ خیر میں کل جا ملوں گا۔ دو تین روز اسی طرح سستی اور تذبذب میں گذر گئے۔ اب لشکر اتنی دور نکل گیا تھا کہ اس سے مل سکنا مشکل ہو گیا۔ مجھے صدمہ ہوا کہ یہ کیا ہوا۔

میں ایک روز گھر سے نکلا۔ مجھے ان منافقین کے سوا جو جھوٹ موٹ عذر کرنے کے عادی تھے یا جو معذور تھے۔ اور کوئی بھی راستے میں نہ ملا میرے تن بدن کو رنج و غم کی آگ لگ گئی۔ یہ دن میرے اسی طرح گذر گئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس بھی تشریف لے آئے۔ اب میں حیران تھا کہ کیا کروں۔ اور کیا کہوں۔ اور کیونکر خدا کے عتاب سے بچاؤ کروں۔ لوگوں نے مجھے بعض حیلے بہانے بتائے۔ مگر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ نجات سچ ہی سے مل سکتی ہے۔ آخر میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے مجھے دیکھا اور تبسم فرمایا۔ تبسم خشم آمیز تھا میرے تو ہوش اسی وقت جاتے رہے۔

حضورؐ نے پوچھا۔ کعب تم کیوں رہ گئے تھے۔ کیا تمہارے پاس کوئی سامان مہیا نہ تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس تو سب کچھ تھا۔ میرے نفس نے مجھے غافل بنایا۔ کاہلی نے مجھ پر غلبہ کیا۔ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا اور مجھے حرمان و خذلان کے گرداب میں ڈال دیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا :-

"تم اپنے گھر ٹھیرو اور حکم الٰہی کا انتظار کرو"

بعض لوگوں نے کہا۔ دیکھو! اگر تم بھی کوئی حیلہ بنا لیتے تو ایسا نہ ہوتا۔ میں نے کہا۔ وحی الٰہی سے میرا جھوٹ کھل جاتا۔ اور پھر میں کہیں کا بھی نہ رہتا۔ معاملہ کسی دنیا دار سے نہیں بلکہ اللہ کے رسول کے ساتھ ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ کہ "جو حکم میرے لئے ہوا ہے۔ کسی اور کے لئے بھی ہوا ہے"

لوگوں نے کہا۔ "ہاں ہلال بن اُمیّہ اور مرارہ بن ربیع کی بھی یہی حالت ہے" یہ سن کر مجھے ذرا تسلّی ہوئی کہ دو مرد صالح اور بھی مجھ جیسی حالت میں ہیں۔

پھر رسولؐ خدا نے حکم دیا کہ کوئی مسلمان ہمارے ساتھ بات چیت نہ کرے اور نہ ہمارے پاس آ کر بیٹھے۔ اب زندگی اور دنیا ہمارے لئے وبال معلوم ہونے لگی۔ ان دونوں ہلال اور مرارہ میں سے تو گھر سے باہر نہ نکلے۔ کیونکہ وہ بوڑھے بھی تھے۔ لیکن میں جوان اور دلیر تھا۔ گھر سے نکلتا مسجد نبویؐ میں جاتا۔ نماز پڑھ کر مسجدِ مبارک کے ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبت بھری نگاہ اور گوشۂ چشم سے مجھے دیکھا کرتے۔ میری شکستگی ملاحظہ فرمایا کرتے۔ اور جب میں حضورؐ کی جانب آنکھ اُٹھاتا تو حضور اعراض فرماتے۔

مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ نہ کوئی مجھ سے بات کرتا۔ نہ کوئی میرے سلام کا جواب دیتا۔ ایک روز میں نہایت رنج والم میں مدینہ سے باہر نکلا۔ ابوقتادہؓ میرا چچیرا بھائی تھا۔ اور ہم دونوں میں نہایت محبت تھی سامنے اس کا باغ تھا۔ وہ باغ میں کچھ عمارت بنوا رہا تھا۔ میں اس کے پاس چلا گیا۔ اُسے سلام کیا تو اس نے جواب تک نہ دیا۔ اور منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا۔ ابوقتادہ۔ تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں اور نفاق و شرک کا میرے دل پر اثر نہیں۔ پھر تم کیوں مجھ سے بات نہیں کرتے۔ ابوقتادہؓ نے اب بھی جواب نہ دیا۔ جب میں نے تین بار اسی بات کو دُہرایا تو چچیرے بھائی نے صرف اس قدر جواب دیا کہ اللہ اور رسول ہی کو خوب معلوم ہے مجھے بہت ہی رقت ہوئی اور میں خوب ہی رویا۔ میں شہر کو لوٹ کر آیا۔ تو مجھے ایک عیسائی ملا۔ یہ مدینہ میں مجھے تلاش کر رہا تھا۔ لوگوں نے بتا دیا کہ وہ یہی شخص ہے۔ اس کے پاس بادشاہِ غسّان کا ایک خط میرے نام تھا۔ خط میں لکھا تھا۔

"ہم نے سنا ہے کہ تمہارا آقا تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ تم کو اپنے سامنے سے نکال دیا ہے۔ اور باقی سب لوگ بھی تم پر جور و جفا کر رہے ہیں۔ ہم کو تمہارے درجہ و منزلت کا حال بخوبی معلوم ہے اور

تم ایسے نہیں ہو کہ کوئی تم سے ذرا بھی بے التفاتی کرے۔ یا تمہاری عزت کے خلاف تم سے سلوک کرے۔ اب تم یہ خط پڑھتے ہی میرے پاس چلے آؤ۔ اور آ کر دیکھو کہ میں تمہارا اعزاز واکرام کیا کچھ کر سکتا ہوں۔"

خط پڑھتے ہی میں نے کہا کہ یہ ایک اور مصیبت مجھ پر پڑی اس سے بڑھ کر مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے جو کہ آج ایک عیسائی مجھ پر اور میرے دین پر قابو پانے کی آرزو کرنے لگا ہے اور مجھے کفر کی دعوت دیتا ہے۔ اس خیال سے میرا رنج و غم اور بھی بڑھ گیا۔ خط کو قاصد کے سامنے ہی میں نے آگ میں ڈال دیا اور کہہ دیا جاؤ کہہ دینا کہ آپ کی عنایات و التفات سے مجھے اپنے آقا کی بے التفاتی لاکھ درجے بہتر اور خوشتر ہے۔ میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک شخص آیا ہوا موجود ہے۔ اس نے کہا کہ حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو۔ میں نے پوچھا۔ کیا طلاق کا حکم دیا ہے۔ کہا۔ نہیں۔ صرف علیحدہ رہنے کو فرمایا ہے۔ یہ سن کر میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا مجھے معلوم ہوا کہ ہلالؓ اور مرارہؓ کے پاس بھی یہی حکم پہنچا تھا۔ ہلالؓ کی بیوی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہلالؓ کمزور و ضعیف ہے اور اس کی خدمت کے لئے کوئی خادم بھی نہیں۔ اگر اذن ہو تو میں اس کی خدمت کرتی رہوں۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس کے بستر سے دور رہو۔ عورت نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہلالؓ کا غم و رنج سے ایسا حال ہے کہ اُسے تو اور کوئی بھی خیال نہیں رہا۔

اب مجھے لوگوں نے کہا تم بھی اتنی اجازت لے لو کہ تمہاری بیوی تمہارا کام کاج تو کر دیا کرے۔ میں نے کہا۔ میں تو ایسی جرأت نہیں کرنے کا۔ کیا خبر۔ حضورؐ اجازت دیں یا نہ دیں۔ اور میں تو جوان ہوں۔ اپنا کام خود کر سکتا ہوں۔ مجھے خدمت کی ضرورت نہیں۔ الغرض اسی طرح مصیبت کے پچاس دن گذر گئے۔ سفر تبوک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غالبًا پچاس دن ہی لگے تھے۔ اس لئے پیچھے رہ جانے والوں کو اتنے ہی دن مسلمانوں اور عیال سے قریبًا تنہائی میں کاٹنے پڑے۔

ایک رات میں اپنی چھت پر لیٹا ہوا تھا۔ اور اپنی مصیبت پر سخت نالاں تھا۔ کہ کوہ سلع پر چڑھ کر جو میرے گھر کے قریب تھا ابوبکر صدیقؓ نے آواز دی۔ کعب کو مبارک ہو کہ اس کی توبہ قبول ہو گئی۔ یہ آواز سنتے ہی میرے دوست احباب دوڑ پڑے اور مبارک باد کہنے لگے۔ کہ مخلص کی توبہ قبول ہو گئی۔ میں نے یہ سنتے ہی پیشانی کو خاک پر رکھ دیا اور سجدہ شکرانہ ادا کیا۔ اور پھر دوڑا دوڑا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ مہاجرین و انصار میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر مہاجرین نے مبارکباد دی۔ اور انصار خاموش رہے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اس وقت چہرہ مبارک خوشی و مسرت سے چہاردہم ماہ کی طرح تاباں و درخشاں ہو رہا تھا۔ اور عادت مبارکہ تھی کہ خوشی میں چہرہ مبارک اور بھی زیادہ روشن ہو جاتا تھا۔ مجھے فرمایا کعب مبارک! اس بہترین دن کے لئے! جب سے تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ کوئی دن ایسا مبارک تجھ پر آج تک، نہیں گزرا۔ آؤ تمہاری توبہ کو رَبُّ الْعَالَمِیْن نے قبول فرما لیا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس قبولیت کے شکریہ میں میں اپنا کل مال راہِ خدا پر صدقہ کرتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ میں نے عرض کیا نصف! فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ثلث۔ فرمایا۔ ہاں۔ ثلث خوب ہے۔ اور ثلث بہت بھی ہے۔

بقیہ شیخ ابوسعید صفحہ ۱۶ سے آگے

باز آ۔ باز آ۔ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ترجمہ

جو کچھ بھی ہے جو حال ہے تیرا آجا
کافر ہے کہ بُت پرست و ترسا۔ آجا
درگاہ ہماری نہیں جائے حرماں
سو مرتبہ گر توڑی ہو توبہ۔ آجا

۲

نسیما جانب بستاں گذر کُن
بگو آں نازنیں شمشاد قد را
بہ تشریف قدوم خود زمانے
مشرف کُن خراب آباد مارا

ترجمہ

نسیمِ صبح تو گلشن میں جاکے
یہ کہنا اُس حسیں شمشاد قد سے
کہ اپنے دم قدم سے آکے دم بھر
شرف ویراں کدے کو میرے بخشے

۳

خداوندا بگردانی بلا را
ازیں آفت نگہداری تو ما را
بحق آں دو گیسوئے محمدؐ
زبوں گرداں زبردستانِ مارا

ترجمہ

خداوندا بلا کو دُور کردے
اس آفت سے مجھے محفوظ رکھ لے
طفیلِ گیسوئے مشکینِ احمدؐ
دکھا نیچا زبردستوں کو میرے

دُعا کی درخواست

ہمارے مکرم جناب ایم۔ عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ عرصہ بیس یوم سے بیمار ہیں۔ علاج ہسپتال میں کرایا جا رہا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ صاحب موصوف کی صحت یابی کے لئے خلوص دل سے دُعا فرمائیں۔ ربّ العزّت آپ کو صحتِ کلّی عطا فرمائے۔ آمین + بشیر احمد بھٹی سکرٹری انجمن اہلسنت والجماعت شیخوپورہ

نوٹ

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ "مینجر"

بچوں کا صفحہ

صدقہ

(از جناب سید رضا نکہت بخاری وہاڑی روڈ ملتان)

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ

عزیز بچو۔ آج میں تمہیں صدقہ کے فضائل و خواص سناتا ہوں۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک ہے اور پاک ہی مال سے صدقہ قبول کرتے ہیں۔ جو شخص بمقدار ایک کھجور یا لقمہ یا ایک ٹکڑے کے بھی حلال مال سے برضا و رغبت اللہ کے واسطے صدقہ کرتا ہے۔ اس کو اللہ دائیں ہاتھ سے لے کر ایسا بڑھاتے ہیں اور پالتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ میں مثل پہاڑ کے تیار ہو جاتے ہیں اور فرمایا کھجوروں کی ایک مشت وغیرہ صدقہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل کرتے ہیں۔ مالک۔ بیوی اور خادم کو۔ فرمایا رسول اکرمؐ نے الحمد للہ اللہ تعالےٰ نے خادموں کو بھی محروم نہیں فرمایا۔ اور فرمایا صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ اور جب آدمی صدقہ کرنے لگتا ہے۔ مسکین کے ہاتھ سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ ایک دن حضورؐ نے خطبہ میں فرمایا اے لوگو موت سے پہلے توبہ کرو۔ اپنے اور اللہ کے درمیان صدقہ سے رابطہ پیدا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل نے ایک دفعہ بکری ذبح کی اور للہ تقسیم کر دی۔ فرمایا بندہ نے جو کھایا پیا پہنا وہی اس کا ہے جو کچھ باقی رہا وہ غیروں کا ہے۔ اور جلنے والا ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ اپنا مال پسند ہے یا وارثوں کا۔ سب نے عرض کی ہم کو تو اپنا ہی مال پسند ہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ تمہارا وہ مال ہے جو آگے بھیجا گیا اور وارثوں کا وہ مال ہے جو پیچھے رہا۔ فرمایا اے لوگو بچو اور کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو صدقہ کرو۔ صدقہ گناہوں کو ایسا ہٹا دیتا ہے جیسا پانی آگ کو اور فرمایا جو گوشت حرام مال سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ آگ کے لائق ہے۔ اور فرمایا صدقہ غضب الٰہی کو سرد کر دیتا ہے۔ اور بری موت سے بچاتا ہے۔ حضرت ابو مرثدؓ کی عادت تھی کہ ہر روز کچھ نہ کچھ صدقہ کیا کرتے تھے اور وہ سب سے اوّل مسجد میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن جب آئے تو جیب میں پیاز رکھ لائے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ تمہارے کپڑے بو کریں گے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اے دوست میں نے سوائے پیاز کے گھر میں کچھ نہیں پایا کہ صدقہ کروں۔ حضور نے فرمایا کہ مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں کھڑا ہوگا۔ (حدیث قدسی میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے بندے اپنے خزانے سے میرے نام پر وہ خرچ کر جو ضائع نہ ہو۔ یعنی نہ جلے نہ چور لے جائے۔ اور نہ ڈوبے۔ اور پھر میں تم کو اس کی اس وقت جزا دوں گا۔ جس وقت کہ تو اس کا نہایت محتاج ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا نیک بات کہنی بھی صدقہ ہے۔ اگر یہ بات بھی نہ ہو سکے تو لوگوں کو اپنی ایذا سے بچا۔ عاجز کو مدد دینی بھی صدقہ ہے۔ صدقہ کیسی ہی مصیبت پیش آئے۔ اُسے ٹالتا ہے۔ صدقہ عمر کو زیادہ کرتا ہے۔ اور فخر و تکبر کو لے جاتا ہے۔ صدقہ اعمال میں فخر کرتا ہے کہ میں سب سے بزرگ تر عمل ہوں۔

پس بچو میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی ضرور کچھ نہ کچھ صدقہ کیا کرو۔ اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرو۔ (صدقہ خیرات کو کہتے ہیں۔

جدوجہد

(از جناب محمد شفیع۔ عمر الدین صاحب سجاول)

۱۔ پیارے بچو! بزرگانِ دین کی باتیں بڑی فائدہ مند ہوتی ہیں۔ وہ اُن باتوں سے بھی سبق اخذ کرتے ہیں۔ جنہیں ہم یا تو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں یا جن کی طرف ہماری توجہ نہیں جاتی۔

۲۔ آؤ آج تمہیں حضرت مولانا رومؒ کی ایک نصیحت آموز مثال سنائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "پرندہ زمین کے اوپر اڑتا ہے۔ اگرچہ وہ اُڑ کر آسمان تک نہیں پہنچ سکتا، مگر اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ زمین پر اس کے پکڑنے کے لئے صیّاد نے جو جال بچھایا ہوا ہے، اس سے دُور رہتا ہے۔ اور بچ جاتا ہے۔"

۳۔ یہ مثال بیان فرما کر آپ درویش کو ہمت دلاتے ہیں کہ "بعینہٖ درویش کا معاملہ ہے۔ اگر وہ صاحب کمال نہ بن سکے تو اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ عوام اور بازاری لوگوں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اور دنیا کی زحمتوں سے بچ جاتا ہے۔ اور اس پر دنیاوی بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ اور ہلکے بوجھ میں ہی نجات ہے۔ اور بھاری بوجھ موجب ہلاکت ہے۔" (از نفحات الانس جامیؒ)

عزیز بچو! تم بھی اس مثال سے اپنے لئے سبق لے سکتے ہو تمہیں چاہئے کہ بچپن کی عمر کو غنیمت جان کر اسے علم اور ہنر حاصل کرنے میں صرف کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر بہت بڑے عالم یا ہنرمند نہ ہو سکے تو بھی اتنا تو ہوگا کہ جاہل اور نکمّے بازاری لوگوں میں تمہارا شمار نہ ہوگا۔

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ ۱۲ روپے
ششماہی ۷ روپے
سہ ماہی ۳-۸ روپے

شرح اشتہارات
آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم
اندرون ۳ روپے فی انچ سنگل کالم

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا